از حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب

علامہ صاحب حق صاحب زروبوی

میرے والد بزرگوار حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب مرحوم صوبہ سرحد کے مشاہیر علماء سے ہیں۔ سرحد، بلوچستان اور افغانستان کے اکثر علماء مولانا مرحوم کے بالذات یا بالواسطہ شاگرد تھے۔ ان کے حالات و سوانح مجملاً قلم بند کئے جاتے ہیں۔

نسب | حضرت مولانا مرحوم پٹھان قوم کے علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ طبیب حاذق مولانا امان اللہ صاحب فاضل مدرسہ عالیہ رامپور کے فرزند ارجمند تھے۔ مولانا امان اللہ صاحب ان سعادت مند علماء سے ہیں جو حضرات سیدین شہیدین اور ان کے رفقاء کے زبردست حامی اور معاون رہے ہیں شہدائے بالاکوٹ سے ان کے تعلق وحمایت کی روایات اب بھی زروبی کے معمر باشندے بیان کرتے ہیں۔

مولانا امان اللہ صاحب، مولانا محمد میر صاحب کے اور وہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب کے فرزند ارجمند تھے۔ ان کے اجداد نے افغانستان سے آکر اس سرزمین پر مستقل سکونت اختیار کر لی اور اعلائے کلمۃ اللہ، غلبہ دین اور تبلیغ دین میں مصروف رہے۔

ولادت اور وفات | حضرت مولانا مرحوم ۱۳۰۵ھ میں بمقام زروبی (تحصیل صوابی ضلع مردان) پیدا ہوئے جیساکہ مولانا مرحوم کے بڑے صاحبزادے مولانا محمد زاہد صاحب کی یہی تحقیق ہے۔
۴ رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ بشب جمعرات بوجہ وجع القلب کے ہفتہ بھر بیمار رہ کر اسی گاؤں میں وفات پائی۔ نماز ظہر کے بعد آبائی قبرستان میں تدفین ہوئی۔
حضرت مولانا محمد زاہد صاحب نے اس سن کا اغفر لابی بحبیبک کے دعائیہ کلمات سے استخراج کیا ہے۔

تحصیل علم | حضرت مولانا مرحوم نے علم تفسیر علم حدیث اور اصول حدیث کے بغیر علوم و فنون کی جملہ کتابیں صوبہ سرحد کے مشاہیر علماء حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب (پدر مولانا حمد اللہ صاحب ڈاگئی) اور ان کے بھائی حضرت مولانا محمد صدیق صاحب سے پڑھیں۔ دونوں حضرات کا شمار صوبہ سرحد کے چوٹی کے علماء سے

ہوتا ہے۔ اپنے تلامذہ اور سرحد کے علمی حلقوں میں دونوں بھائی شیخین کے لقب سے معروف تھے۔ حضرت مولانا مرحوم تفسیر و حدیث کی تحصیل سے قبل اپنے آبائی گاؤں زروبی میں مختلف علوم و فنون کی تدریس شروع کر دی۔ سات سال تک یہی اشتغال رہا۔ ان کے گرد طلبہ کا ایک بڑا حلقہ جمع ہو گیا۔ اپنے علاقہ بلکہ دور دراز تک کے علاقوں تک۔ انہیں غیر معمولی مقبولیت اور شہرت حاصل ہوئی۔ اسی دوران انہیں علم تفسیر و علم حدیث کی تحصیل کا داعیہ غالب ہوا۔ تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنی پرانی درسگاہ ڈاگئی میں اپنے مہربان اساتذہ حضرات شیخین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کتب تفسیر، کتب حدیث کے علاوہ اصول حدیث کی ایک کتاب بھی پڑھی حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب نے اپنے لائق اور ہونہار شاگرد کو تحریری اجازت نامہ سے نوازا جس کے بعض الفاظ درج ذیل ہیں۔

فنذ جميع الكتب من المنطق والطبعى و الرياضى بفنونها و المعانى و البيان والفقه والاصول و العقائد حتى فرغ من تحصيل العلوم المروجه قرأة وسماعا على اكمل وجه واتم وجه واكمل تفصيل ثم ارتحل الى بلدة اقامته (زروبى) واشتغل بتدريس العلوم كلها زمانا طويلا حتى فاق على اقرانه ومعاصريه افاض الله سبحانه وتعالى عليه سجال التوفيق واوصله الى مدارج التحقيق فنزل من ذروة اوج التعليم الى حضيض التعلم۔
واشتغل بتحصيل فن التفسير و الحديث و فرغ من الصحاح السته و شمائل الترمذى والبيضاوى والجلالين

حضرت (مولانا حبیب اللہ) نے منطق، طبیعات اور ریاضی کے تمام فنون کے علاوہ معانی، بیان، فقہ، اصول اور عقائد کی تمام درسی کتابیں پڑھیں تمام مروجہ علوم کی تحصیل، نہایت تفصیل سے کی اور قرأۃ و سماعاً پوری توجہ، انہماک اور لگن سے ان میں کمال حاصل کیا۔

بعدازاں اپنے آبائی گاؤں زروبی منتقل ہوئے اور ایک طویل زمانہ تک ہمہ نوع علوم و فنون کی تدریس میں مشغول رہے۔

اور اپنے ہم عصر علماء میں ممتاز رہے۔ خدا کی توفیق ان کی رفیق ہوئی۔ اور تحقیق و تدقیق اعلیٰ مدارج تک پہنچے اس قدر بلند مقام پر پہنچ کر بھی حصول تعلیم کا ذوق غالب رہا۔ تعلیم و تدریس کے مقام بلند کو چھوڑ کر پھر سے تحصیل علم کی راہ اختیار کی اور باقاعدہ طور تفسیر و حدیث میں صحاح ستہ، شمائل ترمذی، تفسیر

وکتاب فی فن اصول الحدیث قرأۃ وسماعا وقد اعطاہ اللہ طبعاً سلیما وذھناً مستقیماً واستعداداً تاما و قلباً خاشعاً

ثم طلب الاجازۃ عنی فاجزت لہ بتدریس ھذہ الکتب بل الفنون کلّھا وحصلت الاجازۃ الفنین الشریفین من المدرسۃ العالیہ الدیوبندیہ واجازۃ سائر الفنون من المدرسۃ العالیہ الرامفوریہ واوصیہ ان یتقی اللہ فی السر والعلانیہ ویتبع السنۃ السنیۃ فی لمنشط والمکرہ ویجتنب البدعات والمحدثات وان لا ینسانی فی دعواتہ الصالحہ

میں بیضاوی، جلالین کے علاوہ اصول حدیث میں بھی ایک اہم کتاب پڑھیں۔ اور سماعاً وقراۃً کمال حاصل کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فطری طور پر طبع سلیم، ذہن مستقیم، استعداد تام اور دل دردمند سے نوازا تھا تحصیل وتعلیم کے بعد انہوں نے مجھ سے اجازت تدریس طلب کی۔ تو میں انہیں مذکورہ کتب کے علاوہ جملہ علوم وفنون کی تدریس کی اجازت دیتا ہوں جب کہ مجھے تفسیر وحدیث کی اجازت دارالعلوم دیوبند اور فنون کی اجازت دارالعلوم رامپور سے حاصل ہوئی اور میں انہیں اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ خفیۃً وعلانیۃً اپنے ہر معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہیں۔ نشاط وانبساط اور رنج وغم ہر دو حالتوں میں سنت رسول کی اتباع اختیار کریں۔ اور بدعات سے بچے رہیں اپنی دعاؤں میں امید ہے کہ ہمیں نہیں بھلا دے گا۔

ابتلاء وآزمائش | لکل شیئ آفۃ وللعلم آفاتٌ کے پیش نظر حضرت مولانا مرحوم کو بھی تحصیل علم کے زمانہ میں مصائب وآلام اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مخالفین وحاسدین نے آپ کے تحصیل علم میں رکاوٹیں پیدا کیں آپ کی جاہ ومنزلت اور حلقۂ تلامذہ حسد کا باعث بنا۔ مقامی مخالفین کہا کرتے تھے کہ اگر یہ عالم بن گیا تو پھر ہمیں اس کے اعزاز واکرام میں تواضع وانکساری اختیار کرنا پڑے گی جو ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے مگر اللہ نے آپ کو علم سے نوازا۔ اور عزت واکرام کے اعلیٰ درجات پر فائز کیا۔

تدریسی خدمات | تحصیل علم کے دوران اور پھر فراغت کے بعد حضرت مولانا مرحوم تدریس میں مشغول رہے تمام زندگی یہی مشغلہ رہا بلکہ انہوں نے خود کو عربی علوم وفنون کی تدریس کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ تمام مروجہ علوم وفنون انتہائی ذوق وشوق سے پڑھاتے رہے۔ بیان دلنشین اور عام فہم تھا۔ ضرب الامثال اور برمحل لطائف سے طلبہ درس کشت زعفران بن جاتا تھا۔

فعل معنوی اور ایک دلچسپ لطیفہ | حضرت مولانا مرحوم شرح ملا جامی کے درس کے دوران جب فعل معنوی کی بحث کرتے تو فرماتے کہ " فعل معنوی اس فعل کو کہتے ہیں جو نہ ملفوظ ہو اور نہ مقدر ہو اور نہ ہی کلام کا معنی اس پر موقوف ہو۔ صرف صحت قاعدہ کے لئے اس کا اعتبار کیا جاتا ہو۔ فرماتے۔ فعل معنوی کی مثال اس قاضی کے اونٹ کی سی ہے جس کے پاس تین شرکا ستره اونٹ لائے ایک (مثلاً زید) نے کہا ان میں میرا حصہ نصف ½ ہے۔ دوسرے (مثلاً عمرو) نے کہا اس میں میرا ⅓ حصہ ہے۔ تیسرے (مثلاً بکر) نے کہا کہ ان میں میرا نواں 1/9 حصہ ہے۔ تینوں شرکار کا یہ تقاضا تھا کہ انہیں بلاشرکت غیرے سالم اونٹ دئے جائیں تو قاضی نے گھر سے اپنا اونٹ طلب کیا اور شرکار سے کہا کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ میں سترہ کی بجائے اٹھارہ اونٹ تمہارے درمیان تقسیم کر دوں۔ سب نے کہا بڑی مہربانی ہو گا۔ قاضی صاحب نے پہلے سے کہا تم اٹھارہ کا نصف ۹ اونٹ لے لو۔ عمر سے کہا تم اٹھارہ کا ثلث چھ اونٹ لے لو۔ بکر سے کہا تم اٹھارہ کا نواں حصہ دو اونٹ لے لو۔ تینوں پر سترہ اونٹ تقسیم فرمائے تو بلاشرکت غیرے سب کو سالم سالم پہنچے اور اپنا اونٹ واپس گھر بھیج دیا۔

حضرت مولانا مرحوم ایک کامیاب مدرس محقق اور فیض رساں عالم دین تھے۔ جن طلبہ کو آپ سے شرف تلمذ حاصل ہوا ہے ان کی اکثریت کامیاب مدرسین اور خادمین دین کی ہے۔ مرحوم کو علاقہ میں بڑا مقام حاصل ہوا — محسود الزمان اور مغبوط الاقران ٹھہرے۔ آپ کے زمانہ میں خود زروبی کو علمی مرکز اور اہل علم کا شہر ہونے کا شرف حاصل تھا۔ مگر طالبان علوم نبوت صرف آپ سے کسب فیض کے لئے دور دراز علاقوں سے رخت سفر باندھ کر حاضر ہوتے تھے۔ اور طلبہ کی اتنی کثرت تھی کہ طلبہ کو ایک بار سبق پڑھ لینے کے بعد دوسرے تیسرے روز دوبارہ نیا سبق لینے کی باری آتی تھی۔ آخری عمر میں حضرت مولانا مرحوم ملکھڈ اور مردان کے مدارس میں صدر مدرس بھی رہے۔

تصنیفی خدمات | حضرت مولانا مرحوم نے قرآن مجید کا پشتو زبان میں سلیس ترجمہ لکھا ہے اور خیالی پر ایک دقیق شرح لکھی ہے۔ ہدایہ، جلالین اور بیضاوی شریف پر تعلیقات لکھی ہیں۔ جو تمام کے تمام غیر مطبوعہ ہیں۔ اور مولانا محمد زاہد صاحب کے پاس محفوظ ہیں۔ ان میں بعض رسائل محمد زاہد صاحب نے طبع کرائے ہیں۔

لطیفہ ۔ حضرت مولانا مرحوم ملکھڈ میں دریائے سندھ کے کنارے لیٹے ہوئے تھے تو ہوا نے مولانا مرحوم کے مخطوطات سے ایک ورق دریا میں ڈبو دیا۔ مولانا مرحوم بہت مغموم ہوئے اور کنارے کے قریب

دریا میں تلاش شروع کی منت بھی مانی۔ اللہ پاک نے تیسرے روز ورق دریا سے نکال دیا۔ دو تین سطروں کے علاوہ اس کا ایک حرف بھی نہیں مٹا تھا۔

تلامذہ | یوں تو مولانا مرحوم سے استفادہ کرنے والے تلامذہ کی تعداد ان گنت ہے آپ کا حلقہ تدریس وسیع ہے یہاں بعض نامور اور ہونہار تلامذہ کے اسماء درج کردئے جاتے ہیں جو قریبی حلقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

مولانا محمد زاہد صاحب ابو الوفا فاضل غورغشتی۔ موصوف حضرت مولانا مرحوم کے بڑے صاحبزادے ہیں دائم المریض ہونے کے باوجود اکوڑہ، پشاور، اٹک، میانوالی اور دھمتوڑ میں مدرس رہ چکے ہیں اور متعدد کتب کے مصنف ہیں اور اب فالج کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔

(مفتی) محمد فرید جو کہ حالاً دارالعلوم حقانیہ میں مفتی اور مدرس ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کی طرف سے بخاری جلد اول۔ ترمذی جلد اول اور ابو داؤد جلد اول کی تدریس ان کے حوالہ ہے افتاء کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں سلسلۂ تصنیف بھی جاری ہے۔ کئی ایک اہم کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب مرحوم صدر مدرس دارالعلوم حقانیہ۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمن صاحب مینوی۔ حضرت مولانا عبدالمنان صاحب مینوی۔ حضرت مولانا شفیع اللہ مرحوم بام خیلی۔ حضرت مولانا عبدالغنی صاحب صدر مدرس خیر المدارس ملتان۔ حضرت مولانا حاجی عزیز اللہ ستوہ۔ حضرت مولانا قاضی امان اللہ صاحب ڈاگئی مولانا رحیم اللہ صاحب ستوہ۔ حضرت مولانا حاجی عزیز اللہ صاحب ستوہ۔ مولانا فضل سبحان صاحب مانیری شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا حمد اللہ صاحب ڈاگئی۔ حضرت مولانا صلیح الدین صاحب مردان جنہوں نے مولانا مرحوم سے دورۂ حدیث پڑھا۔ شیخ القرآن مولانا عبدالہادی شاہ منصور۔ حضرت مولانا فضل الٰہی صاحب استاد حدیث دارالعلوم حقانیہ۔ حضرت مولانا شمس الہادی صاحب

عادات و عبادات | حضرت مولانا مرحوم کثیر الصلوٰۃ اور کثیر الصیام تھے۔ ان کے دن رات کا اکثر حصہ تدریس، نوافل اور مطالعہ میں گذرتا۔ طلبہ کی کثرت کی وجہ سے فجر کی اذان سے قبل اور بعد بھی تدریس کرتے تھے۔ حافظہ کی یہ حالت تھی کہ ہمیشہ حافظہ کی مدد سے پڑھاتے تھے کتاب ہمیشہ بند رکھتے تھے۔ نماز اور تدریس اور مطالعہ کے اوقات میں استغراق غالب رہتا تھا۔ بسا اوقات درد کے شدید جھٹکا لگتا۔ بیٹھ کر بخوبی ساری رات گذرتی اور شدید گرمی میں دھوپ کی تپش کے باوجود انہیں خبر تک نہ ہوتی۔

لطیفہ ۸۔ والدہ مرحومہ فرماتی تھیں کہ ایک دفعہ نماز عشاء کے بعد مطالعہ کے دوران مولانا مرحوم کی پگڑی کو چراغ سے آگ لگ گئی۔ اتفاق سے میری آنکھ کھل گئی، دیکھا کہ ان کے سر پہ آگ جل رہی ہے اور وہ بے خبر ہیں۔ میں نے عجلت سے پگڑی ان کے سر سے اتاری تو مولانا مرحوم نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کی پگڑی کو آگ لگ گئی ہے۔ تو حضرت مولانا نے فرمایا۔ اچھا یہ بات ہے میں دل میں سوچ رہا تھا کہ میرا سر کیوں گرم ہو رہا ہے۔ والدہ مرحومہ فرماتی تھیں کہ پگڑی کا صرف ایک پیچ باقی تھا باقی ساری پگڑی آگ کی نذر ہو گئی تھی۔

سادگی کی یہ حالت تھی کہ کھدر یا مارکین کی سادہ قمیص اور نصف الساق تک شلوار اور ٹوٹے پھوٹے جوتے پہنتے اور طبعی طور پر انہیں پسند کرتے۔ تدریس کے علاوہ دیگر اوقات میں کوئی اجنبی شخص انہیں دیکھتا تو سوائے عالمانہ منوّر چہرے کے دیگر نشان ان میں نہ پاتا۔ مطالعہ کتب، درس و تدریس اور علمی انہماک اس قدر غالب تھا کہ عام مروّج اشیاء کے استعمال تک سے بے خبر رہے۔ مولانا مرحوم کو آخر عمر تک لالٹین کا روشن کرنا اور اس کی بتی کو کم یا زیادہ کرنا نہیں جانتے تھے۔ تدریسی اور علمی اشتغال رکھنے والوں کی زندگی میں اس نوع کے واقعات سے تاریخ کے اوراق معمور ہیں۔

حضرت مولانا مرحوم کی زندگی زاہدانہ اور فقیرانہ تھی۔ اور نہایت مستغنی تھے۔

والدہ مرحومہ فرماتی تھیں کہ ایک دفعہ میں نے ان سے کہا کہ گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ کسی سے کچھ روپے قرض لے آئیں۔ تو حضرت نے جواب دیا کہ میں نااہل لوگوں کے سامنے اپنا احتیاج ظاہر نہیں کرتا ایسا نہ ہو کہ قرضہ بھی نہ ملے۔ اور اہل علم کے ساتھ حقارت آمیز معاملہ میں بھی مبتلا ہوئے۔ مولانا مرحوم بہت کم گو تھے سوائے اوقات تدریس کے بہت کم بولتے تھے۔ اکثر خاموش ہی رہتے۔

صبر اور جفاکشی ان کا شیوہ تھا۔ بیماری کی حالت میں بھی تدریس کیا کرتے۔ بیماری کی شدت کے جب بے ہوش ہو جاتے تو تدریس بند ہو جاتی۔ مرض وفات میں بھی یہی کیفیت تھی۔ کہ اپنے مکان میں ہدایہ اخیرین اور شرح وقایہ اخیرین پڑھانے کے دوران ورم القلب نے شدت اختیار کی۔ اور بے ہوش ہو گئے اور تدریس بند ہو گئی۔

حضرت مولانا مرحوم خلاف شرع امور کی سختی سے تردید کرتے تھے۔ حضرت مولانا مرحوم کے والد حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مشہور بہ صاحب سوات کے تعلق کی وجہ سے نماز قضا کر گیا

پڑھتے تھے اور جب حضرت مولانا مرحوم فارغ ہوکر زروبی آئے تو اس نماز کو بند کردیا۔ عوام نے اعتراض کیا کہ کیا آپ اپنے والد سے بڑے عالم ہیں کہ وہ اس نماز کو پڑھتے تھے اور آپ نے بند کردی۔ تو حضرت نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے میرے عمل کے متعلق پوچھے گا کہ تم نے اس پر عمل کیا ہے یا نہیں اور میرے والد صاحب کے متعلق مجھ سے نہ پوچھے گا۔

والدہ مرحومہ فرماتی تھیں کہ عوام سبز کپڑے پہننے کو منحوس خیال کرتے تھے۔ میں نے اپنی بچی کو سبز قمیص پہنائی تو اتفاق سے اس کی آنکھوں میں آشوب پیدا ہوگیا میں نے سبز قمیص بچی سے اتروا دی۔ جب مولانا مرحوم کو اس بات کی خبر ہوئی تو سختی سے فرمایا یہ قمیص اس بچی کو ضرور پہناؤ اور شیطانی توہمات دل سے نکال دو۔ والدہ مرحومہ مزید فرماتی ہیں کہ جب مولانا کا بیٹا محمد رشید فوت ہوا تو میں نے حسب رواج رسمی خیرات دینی شروع کی تو مولانا مرحوم کو جب خبر ہوئی تو فرمایا کہ تم نے شب برات اور یوم عید منانی شروع کر دی ہے۔

حضرت مولانا مرحوم کے اہل محلہ کا بیان ہے کہ جب فلاں مولوی نے جو مرزائیوں کا مبلغ تھا مرض وفات میں علاقہ کے علماء کو دعوت دی کہ میں تائب ہو رہا ہوں چنانچہ متعدد عالم اس کے مکان پر گئے۔ لیکن جب مولانا مرحوم کو اس بات کا پتہ چلا تو فرمایا کہ یہ عجیب معاملہ ہے کہ کفر کی اشاعت تو مشرق سے مغرب تک کی ہے اور توبہ مکان کے اندر کر رہا ہے۔ ان سر افسروان جہرا فجہر۔

حضرت مولانا مرحوم اساتذہ اور ان کی اولاد کا بہت احترام کرتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ اپنے استاد کی قبر کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ تو تین چار فرلانگ چلنے کے باوجود جوتے بغل میں دبائے رکھے اور کسی شاگرد کو نہ دئے۔ آپ فرماتے تھے کہ ہمارے خاندان کو علم کی یہ نعمت خدمت کی وجہ سے ملی ہے۔

ایک بزرگ عالم مدرس سخت بیمار ہوئے اور ان کو جگری اسہال شروع ہوئی تو تمام طلبہ سامان لے کر دوسرے درس میں چلے گئے۔ صرف ہمارے بعض آباء ان کے پاس رہے۔ اور ان کی خدمت کرتے رہے حتیٰ کہ کفن دفن وغیرہ کی تمام خدمات انجام دیں۔ اور انہوں نے اس خاندان کے لئے خیر و برکت، رشد و ہدایت، علم و عمل اور اشاعت خیر اور اس کے فیضان عام کی تہہ دل سے دعا کی تھی۔